

## 1916- مالی استطاعت کے باوجود ملازمت چھن جانے کے ڈر سے حج نہ کرنا

### سوال

ان شاء اللہ آنندہ برس میرے پاس اتنی رقم ہو جائیگی کہ میں بیوی کے بغیر صرف اکیلانج کر سکوں، اور یہ رقم میرے اور کسی کام کی معاون بھی بن سکتی ہے، خاص کر میں ایک سر کاری ادارہ میں ملازمت کرتا ہوں، ہو سختا ہے مجھے ملازمت سے کسی بھی وقت فارغ کر دیا جائے، فی الحال اس رقم کے علاوہ بھی میرے پاس کچھ مبلغ ہے لیکن میں نے یہ گھر بنانے کے لیے رکھا ہے کیونکہ میرا عقد نکاح ہو چکا ہے۔

میرا سوال یہ ہے کہ آیا مجھ پر حج فرض ہوتا ہے یا نہیں؟

### پسندیدہ جواب

مکلف شخص پر حج فرض ہونے کی شروط میں مالی اور بدنی استطاعت ہونا شرط ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اُر لُوگوں پر اللہ تعالیٰ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے جو دن بھک جانے کی استطاعت رکھتا ہو﴾۔ آل عمران (97)۔

فقہاء کرام نے مالی استطاعت کی تفسیر اور شرح یہ کی ہے کہ آدمی کے پاس اتنا مال ہو جو اس کے زادراہ اور سواری کے لیے کافی ہو، یعنی جو اسے بیت اللہ تک جانے اور آنے کے لیے کافی ہو، اور یہ مال اس کے اصل واجب اخراجات اور شرعی اخراجات اور قرض کی ادائیگی کے علاوہ اور زائد ہو۔

تفہم میں معتبر یہی ہے کہ اس کے پاس اتنا خرچ اور رقم ہو کہ وہ بیت اللہ کا حج کرنے کا نہیں اور اس کے واپس آنے تک بیوی بچوں کے اخراجات کے لیے کافی ہو، اس میں گھر کا کرایہ وغیرہ بھی شامل ہو گا۔

اس لیے وہ تجارت کے راس المال کا مالک ہو جس کے نفع سے وہ ابھی بیوی بچوں کے اخراجات پورے کر رہا ہے تو ایسے شخص پر راس المال کے ساتھ حج فرض نہیں ہو گا، کیونکہ اگر وہ اپنا راس المال ہی حج میں خرچ کر دے تو پھر اس کے نتیجہ میں منافع اور تجارت میں کمی ہو جائیگی کہ اس کے بیوی بچوں کے اخراجات کے لیے کافی نہیں ہو گا۔

اس کی مزید تفصیل کا مطالعہ کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (11534) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں۔

اس لیے اگر آپ کے پاس وہ مال جو حج کے لیے کافی ہے آپ کے پاس آپ کی ضرورت سے زائد ہے تو آپ پر حج فرض ہے اور آپ پر حج کرنا لازم ہے، لیکن اگر ملازمت چھن جانے کا خوف حقیقی ہو، اور اس کے واضح قرائیں پائے جائیں تو اس صورت میں آپ پر حج فرض نہیں ہو گا۔

لیکن یہ کہ ملازمت چھن جانے کا خوف صرف وہم اور گمان پر مبنی ہو جس کی کوئی بنیاد و اساس نہیں تو پھر آپ پر حج کرنا فرض ہے۔

اور اگر آپ کو اپنی عفت و عصمت کا ڈر ہو کہ اگر کا ح اور شادی میں تاخیر ہوئی تو گناہ میں پڑ جائیں تو وہ مبلغ جو آپ نے نکاح اور شادی کے لیے جمع کر لکھی ہے اس سے آپ پر حج کرنا لازم نہیں ہے، بلکہ آپ شادی اور نکاح کو حج پر مقدم کریں، اور اگر اس کے بعد رقم باقی بچے تو حج کر لیں، اور اگر رقم نہ ہو تو پھر عدم استطاعت کی بنا پر آپ پر حج فرض نہیں ہو گا۔

ابن قدامہ رحمہ اللہ کتے ہیں :

"اور اگر وہ شادی اور نکاح کا محتاج ہو، اور اسے گناہ میں پڑنے کا خدشہ ہو تو پھر شادی کو (حج پر) مقدم کیا جائیگا؛ کیونکہ اس پر شادی کرنا فرض ہو گی، اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو یہ اس کے نفع کی مانند ہے۔"

اور اگر اسے گناہ میں پڑنے کا خدشہ اور ڈر نہیں تو پھر حج مقدم ہو گا؛ کیونکہ نکاح اس صورت میں نفلی ہے فرض نہیں، اس لیے نفل کو فرض پر مقدم نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ حج فرض ہے" انتہی

دیکھیں : المعنی ابن قدامة (3/88).

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (27120) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

واللہ عالم۔